ساغر اقبالی

# آخری صفحہ

''گدھا گاڑی میں عموماً دو گدھے ہوتے ہیں۔ایک تو اصلی گدھا ہوتا ہے جو گاڑی کو کھینچتا ہے اور دوسرا ''محض گدھا'' ہوتا ہے۔ یہ اصلی گدھے کے ساتھ دوڑتا ہے۔ پہلے تو ہم سمجھے کہ گاڑی میں ایک ہی گدھا کافی ہے۔ دوسرے کی تو یار لوگ یوں ہی ''پخ'' لگاتے ہیں۔لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ دوسرا گدھا ''تربیت'' اور ''تعلیم'' کے لیے گاڑی سے بندھا رہتا ہے۔تین سال تک یہ تعلیم حاصل کرتا ہے اور پھر اعلیٰ تعلیمی ڈگری لے کر اپنی گاڑی آپ چلاتا ہے اور ایک ''نئے شاگرد پیشہ'' کی تعلیم و تربیت میں منہمک ہو جاتا ہے۔

میں سوچتا ہوں کہ اگر ایک ایک پڑھا لکھا شخص ایک ایک جاہل کو اسی طرح پڑھاتا تو آج ہمارے ملک میں تعلیم عام ہو جاتی اور لوگ بجائے انگوٹھا لگانے کے دستخط کرتے۔ بہر حال پہلے سال گدھا نمبر ۲ محض گدھا رہتا ہے۔دوسرے سال وہ پچاس فیصدی گدھا بن جاتا ہے یعنی اگر کسی موڑ پر دائیں یا بائیں مڑنا ہو تو وہ ''ہینڈل'' کا کام دیتا ہے اور کبھی کبھی وہ ''بریک'' کی جگہ بھی استعمال ہوتا ہے۔دو سال میں وہ ''بی اے'' یعنی (BIG-ASS) بن جاتا ہے۔پھر وہ ''ایم اے'' پاس کرتا ہے۔یعنی (MASTER ASS) ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی اصل گدھے کی جگہ لیتا ہے۔اس کے بعد وہ گدھا نمبر ا یعنی مکمل گدھا بن جاتا ہے اور زندگی کی دوڑ میں حصہ لیتا ہے، کام کرتا ہے، مار کھاتا ہے مگر بڑھتا چلا جاتا ہے۔جب تک موت کی منزل نہیں آتی۔

امریکہ کا گدھا ہو یا روس کا، انگلستان کا گدھا ہو یا ہندوستان کا، افریقہ کا ہو یا حجاز کا، ایران کا ہو یا خراسان کا، یا پاکستان کا، وہ کہیں کا ہو۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ وہ گدھا ہے۔گدھوں میں رنگ یا نسل کا کوئی فرق نہیں۔ان میں گورے کالے کی کوئی تمیز نہیں۔سب گدھے بھائی بھائی ہیں۔دنیا کی تاریخ میں بڑے بڑے انقلاب آئے لیکن گدھے کی فطرت میں کوئی انقلاب نہیں آیا۔

ہندوستان اور پاکستان آزاد ہو گئے۔لیکن گدھے ابھی تک غلام ہیں۔وہ ہمیشہ غلام رہے۔وہ ہمیشہ غلام رہیں گے...... ''جشن آزادی'' کے بعد بھی یہ گدھے اسی طرح بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں جس طرح کل اٹھائے پھرتے تھے......!

یہ گدھے جو کل بھی گدھے تھے۔کہتے ہیں کہ ہم اس وقت بیدار ہوں گے جب ''دجال'' گدھے پر سوار ہو کر آئے گا۔یہ گدھے...... کسی کے منتظر ہیں لیکن بیدار ہو کر یہ گدھے نہیں رہیں گے...... بلکہ انسان بن جائیں گے۔''

(''مجید لاہوری''۔از شفیع عقیل۔ص ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۴۰)